بریفنگ پیپر
برائے پاکستانی اراکین پارلیمنٹ

پلڈاٹ
فروری 2004

8
بریفنگ پیپر نمبر

جمہوریت اور جمہوری اداروں کے استحکام کیلئے کوشاں

جنوب ایشیائی آزاد تجارتی علاقہ

پاکستان کے لیے فوائد اور چیلنج

پاکستان میں قومی اور صوبائی مقنّنہ کی حاکمیت کو تقویت دینے کا منصوبہ

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمینٹ
اینڈ ٹرانسپیرینسی

پاکستان
لیجسلیٹو
سٹرینتھننگ
کنسورشیم
پی ایل ایس سی

بریفنگ پیپر
برائے پاکستانی اراکین پارلیمنٹ

پلڈاٹ
فروری 2004

8
بریفنگ پیپر نمبر

جمہوریت اور جمہوری اداروں کے استحکام کیلئے کوشاں

جنوب ایشیائی آزاد تجارتی علاقہ

پاکستان کے لیے فوائد اور چیلنج

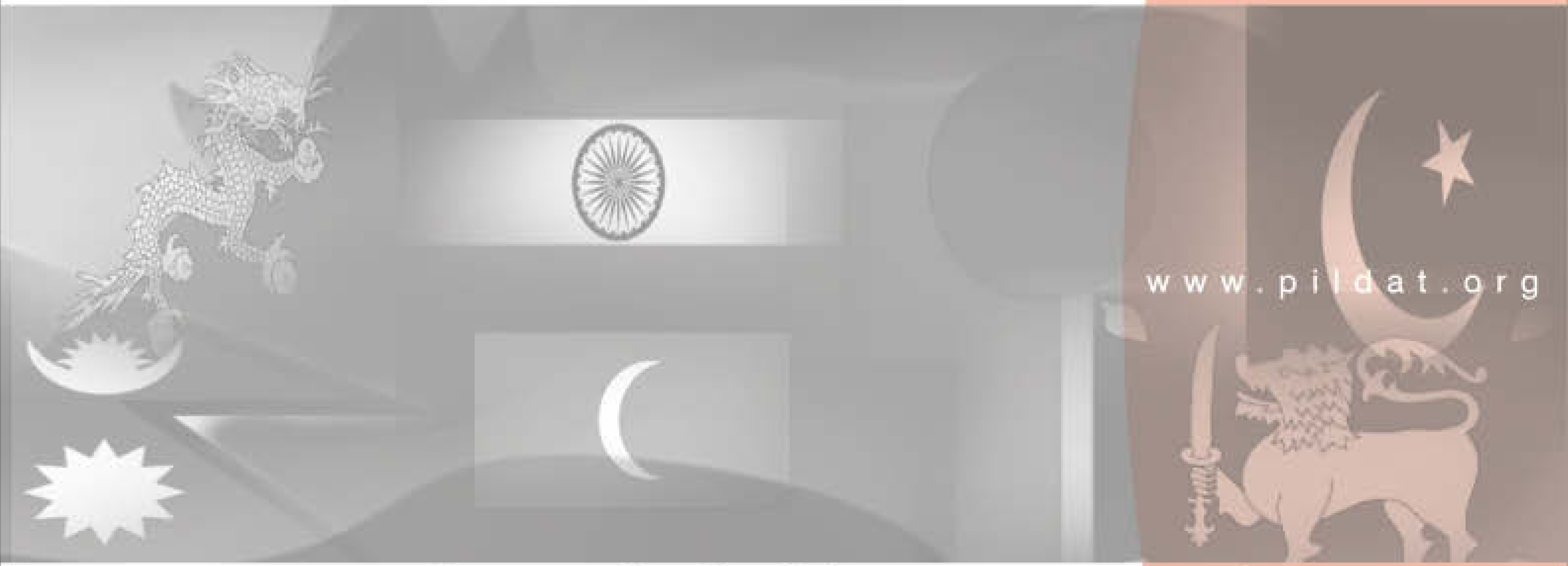

پاکستان میں قومی اور صوبائی مقنّنہ کی حاکمیت کو تقویت دینے کا منصوبہ

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرینسی

پاکستان
لیجسلیٹو
سٹرینتھننگ
کنسورشیم
پی ایل ایس سی

فہرست

پیش لفظ

1 تعارف 5

2 سارک: ایک جائزہ 6

3 علاقائی تجارتی معاہدوں کا جواز 7

4 سافٹا معاہدے کا خلاصہ 9

5 سارک اقوام کے درمیان موجودہ تجارت کا جائزہ 10

6 پاکستان کے لیے مضمرات 13

7 حاصل کلام 18

جدول

جدول 1: سارک ملکوں کے میکرو اکنامک اشاریے، 2002ء 11

جدول 2: جنوبی ایشیا کے ممالک میں علاقائی تجارت 12

جدول 3: سارک ممالک کے ساتھ پاکستان کا تجارتی توازن 14

جدول 4: بھارت اور پاکستان کی شرح نمو کا تقابلی جائزہ، 2003-1990ء 14

جدول 5: بھارت اور پاکستان کے تقابلی میکرو اکنامک اشاریے، 2002ء 15

جدول 6: بھارت کے ساتھ پاکستان کی تجارت 2002ء۔1992ء (ملین ڈالر) 15

ضمیمہ: جنوب ایشیائی آزاد تجارتی علاقہ (سافٹا) کے معاہدے کا متن

پیش لفظ

جنوب ایشیائی آزاد تجارتی علاقہ (ساؤتھ ایشین فری ٹریڈ ایریا۔سافٹا) کا معاہدہ جنوبی ایشیا کی علاقائی تجارت کے مستقبل کے لیے اہم موڑ کی حیثیت رکھتا ہے۔ سارک وزرائے خارجہ کے منظور کردہ فریم ورک کے مسودے کو باہمی اعتماد پیدا کرنے والا ایسا اہم قدم سمجھا جارہا ہے جو خطے کے اندر تجارت کے فروغ کی راہ میں حائل رکاوٹوں میں نمایاں کمی کرنے میں مدد دے گا اور جنوبی ایشیا کو عالمی تجارت کے میدان میں ایک اہم عامل کی حیثیت سے ابھارے گا۔ اقتصادی اور سیاسی دونوں لحاظ سے پاکستان کے لیے اس معاہدے پر دستخط کے اہم مضمرات ہیں۔

اس تناظر میں پاکستان، منڈیوں تک رسائی اور تجارتی اشیا کی درآمدو برآمد میں حائل رکاوٹیں دور کرنے کے لیے کام کرے گا اور اس طرح جنوبی ایشیا میں آزاد تجارت کے لیے فعال کردار ادا کرے گا۔ اس بریفنگ پیپر کا مقصد اراکین پارلیمنٹ کے لیے سافٹا معاہدے کا طائرانہ جائزہ پیش کرنا اور ان مواقع اور محرکات کو نمایاں کرنا ہے جو یکم جنوری 2006ء کو اس معاہدے کے نفاذ کے ساتھ پاکستان کو درپیش ہوں گے۔

سافٹا سے متعلق پالیسی امور میں پارلیمنٹ کو ایک فعال کردار ادا کرنا چاہیے۔ ہمارا مقصد اراکین پارلیمنٹ کے لیے سافٹا کا ایسا جامع جائزہ فراہم کرنا ہے جو جنوب ایشیائی تجارت کے ایک حصہ دار کی حیثیت سے پاکستان کے لیے اس کے سیاسی و اقتصادی اثرات کے بارے میں آگاہی پیدا کرے اور قانون سازی میں مدد دے تاکہ علاقائی تجارت کے مفادات کے تحفظ کے ذریعے اقتصادی ترقی کو فروغ ملے۔ اگرچہ یہ بریفنگ پیپر سافٹا کے پاکستان پر ممکنہ اثرات کا ایک جائزہ پیش کرتا ہے تاہم اس موضوع پر معروضی تحقیق کو فروغ دینے اور تمام متعلقہ فریقوں کے درمیان اس امر پر اتفاق رائے پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ پاکستان کے مفادات کو بہترین طریقے سے کس طرح فروغ دیا جائے۔

پلڈاٹ اس بریفنگ پیپر کی اشاعت میں یوایس ایڈ کے تعاون کا شکرگزار ہے جو پاکستان میں قومی اور صوبائی مقننہ کی حاکمیت کو تقویت دینے کے پراجیکٹ کے ذریعے اس طرح کی سرگرمیوں میں معاونت کررہے ہیں۔ ہم جناب اکبر زیدی کے بھی شکرگزار ہیں کہ انہوں نے اس بریفنگ پیپر کی تیاری کے لیے پلڈاٹ کی تحقیقی ٹیم کو مشوروں سے نوازا۔

پلڈاٹ اور اس کے محققین کی ٹیم نے پوری کوشش کی ہے کہ اس بریفنگ پیپر میں درست اور صحیح معلومات فراہم کی جائیں، تاہم کسی نادانستہ غلطی یا کوتاہی کے لیے پلڈاٹ ذمے دار نہ ہوگا۔

لاہور

11 فروری 2004ء

1- تعارف

ساؤتھ ایشیا فری ٹریڈ ایریا (سافٹا) معاہدے پر 6 جنوری 2004ء کو اسلام آباد میں منعقدہ بارھویں سارک سربراہ کانفرنس میں دستخط ہوئے۔ یہ معاہدہ یکم جنوری 2006ء کو نافذ العمل ہوگا اور 31 دسمبر 2015ء تک اس پر مکمل عملدرآمد شروع ہوجائے گا۔ سافٹا کا مقصد سارک کے اندر اقتصادی تعاون کو مضبوط تر بنانا اور آزادانہ تجارت کے مختلف اقدامات کے ذریعے خطے کے معاشی اور معاشرتی امکانات سے بھرپور فائدہ اٹھانا ہے۔ معاہدے کے تحت تمام ممالک کے لیے 31 دسمبر 2015ء تک محصولات (ٹیرف) کی شرح کم کر کے صفر سے 5 فیصد تک لانا لازمی ہوگا۔

دنیا میں مختلف آزاد تجارتی علاقے قائم کرنے کی بنیاد یہ تصور ہے کہ آزادانہ تجارت اقتصادی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے۔ اس تصور کی اساس تقابلی فائدے کا نظریہ ہے جو یہ بیان کرتا ہے کہ آزاد تجارت کے نتیجے میں ممالک بالآخر صرف وہ اشیا تیار اور فروخت کرنے لگتے ہیں جن میں ان کو مقابلتاً فائدہ ہو۔ اس نظریے کے مطابق تجارتی بندشوں میں کمی سے زیادہ تر وسائل ان صنعتوں کے لیے مختص ہونے لگتے ہیں جو مقابلتاً بہتر کام کر رہی ہوں۔ طویل مدت میں کامیاب آزادانہ تجارت، برآمدات میں اضافے اور درآمدات پر انحصار کرنے والی صنعتوں میں کمی پر منتج ہوتی ہے اور مجموعی طور پر وسائل ناقابلِ فروخت اشیا تیار کرنے والے شعبوں سے قابلِ فروخت اشیا تیار کرنے والے شعبوں کی طرف منتقل ہوجاتے ہیں۔

عالمی تجارتی تنظیم یا ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن (ڈبلیو ٹی او) آزاد تجارت کے اس اصول کو ادارے کی شکل دینے کے لیے قائم کی گئی تھی۔ علاقائی سطح پر آزاد تجارتی علاقوں کو نمو اور ترقی کا محرک سمجھا جاتا ہے۔ تجارتی بلاکس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ طویل المیعاد علاقائی مسابقت میں اضافہ کر کے مشترکہ معاشرتی، ثقافتی اور معاشی خواص اور جغرافیائی قربت کے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کیے جائیں۔

علاقائی آزادانہ تجارت کا ایک نتیجہ رکن ملکوں کے درمیان بہتر سیاسی تعلقات کی صورت میں نکل سکتا ہے۔ بالفاظ دیگر خطے کے اتحاد کو مخالف ہمسایوں کے درمیان اعتماد کی فضا قائم کرنے اور کشیدگی کم کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس تناظر میں اس امر پر اتفاق ہوا ہے کہ سافٹا نہ صرف معاہدے میں شامل ممالک کے درمیان اقتصادی تعاون کو بڑھائے گا بلکہ اس کے نتیجے میں پاکستان اور بھارت کے درمیان سیاسی روابط بھی بہتر ہوں گے۔ درحقیقت علاقائیت کے سیاسی نتائج کے مزید اقتصادی فوائد اس طرح بھی سامنے آسکتے ہیں کہ دفاعی اخراجات کم ہوں اور دستیاب وسائل زیادہ پیداواری کاموں پر خرچ کیے جائیں۔

چونکہ ہر ملک میں اداروں، وسائل اور سہولتوں کا الگ الگ نظام ہے اس لیے علاقائی اتحاد کو نظریات سے آگے بڑھ کر بھی دیکھنا ضروری ہے۔ علاقائی پارٹنر اقتصادی ترقی کے مختلف مراحل سے گزر رہے ہوتے ہیں اور ان کے پاس ٹیکنالوجی اور صنعتی مسابقت بھی مختلف سطحوں کی ہوسکتی ہے۔ نتیجتاً تجارتی معاہدوں کے اثرات ان مختلف اہلیتوں پر منحصر ہوں گے۔

2- سارک: ایک جائزہ

ساؤتھ ایشین ایسوسی ایشن فار ریجنل کوآپریشن (سارک) یا جنوبی ایشیائی تنظیم برائے علاقائی تعاون، 8 دسمبر 1985ء کو قائم ہوئی۔ تنظیم میں مندرجہ ذیل ممالک شامل ہیں: بنگلہ دیش، بھوٹان، بھارت، مالدیپ، نیپال، پاکستان اور سری لنکا۔ سارک کا قیام خطے میں تعاون بڑھانے اور رکن ممالک میں معاشی اور معاشرتی ترقی کا عمل تیز کرنے کے ارادے سے عمل میں لایا تھا۔

سربراہی کانفرنسیں جو ہر سال ہوتی ہیں، سارک کے اعلیٰ ترین اجلاس ہیں۔ جس ملک میں سربراہ کانفرنس ہورہی ہو اس کے پاس آئندہ سربراہ کانفرنس تک کے لیے تنظیم کے چیئرپرسن کا عہدہ ہوتا ہے۔ وزرائے خارجہ پر مشتمل وزارتی کونسل کا اجلاس سال میں کم سے کم دو بار ہوتا ہے۔ اس کونسل کے فرائض میں پالیسی سازی، علاقائی تعاون کی پیش رفت کا جائزہ لینا، تعاون کے نئے شعبے متعین کرنا اور ضرورت کے مطابق مزید کوئی نئے طریقہ ہائے کار

وضع کرنا شامل ہیں۔ خارجہ سیکریٹریوں پر مشتمل مجلس قائمہ کا سال میں کم از کم دو مرتبہ اجلاس ہوتا ہے۔ یہ کمیٹی سارک کے پروگراموں کا جائزہ لیتی ہے ،اور رابطہ کار کے فرائض انجام دیتی ہے، منصوبوں کی منظوری دیتی ہے اور وسائل کو متحرک کرتی ہے۔

سارک کے کام کا بنیادی حصہ سارک انٹی گریٹیڈ پروگرام آف ایکشن۔ سیپا (Saarc Integrated Programme of Action-SIPA) ہے۔ سیپا کے تحت فی الحال سات کمیٹیاں قائم ہیں: زرعی اور دیہی ترقی؛ معاشرتی ترقی؛ ماحول، موسمیات اور جنگلات؛ سائنس اور ٹیکنالوجی؛ انسانی وسائل کی ترقی؛ نقل وحمل اور مواصلات اور توانائی۔ دوسری خصوصی کمیٹیوں میں دیگر کے علاوہ کمیٹی برائے اقتصادی تعاون شامل ہے جو تجارت کے سیکریٹریوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

سارک نے مندرجہ ذیل کنونشن اور معاہدے منظور کیے ہیں:

- سارک فوڈ سیکورٹی ریزرو قائم کرنے کا معاہدہ– 4 نومبر 1987ء
- سارک پریفرنشل ٹریڈنگ ایگری منٹ (سپٹا)– 9 اپریل 1993ء
- دہشت گردی سے نمٹنے پر علاقائی کنونشن– 4 نومبر 1987ء
- منشیات اور سائیکوٹروپک اشیا کے بارے میں کنونشن– 3 نومبر 1990ء
- عورتوں اور بچوں کی جسم فروشی کے لیے اسمگلنگ کی روک تھام کا کنونشن– 5 جنوری 2003ء
- جنوبی ایشیا میں بچوں کی بہبود کے فروغ کے لیے علاقائی انتظامات کا کنونشن– 5 جنوری 2002ء
- جنوبی ایشیا میں آزاد تجارتی علاقے (سافٹا) کا کنونشن– 5 جنوری 2004ء

سارک کا سیکریٹریٹ کھٹمنڈو میں ہے۔ یہ سارک کی سرگرمیوں کو مربوط کرتا ہے اور ان پر عملدرآمد کی نگرانی کرتا ہے، سارک کے اجلاسوں کی تیاری کرتا ہے اور دوسری علاقائی انجمنوں اور حکومتوں کے مابین کام کرنے والے اداروں سے تنظیم کے روابط قائم کرنے میں مدد دیتا ہے۔ سیکریٹری جنرل رکن ملکوں سے باری باری منتخب کیا جاتا ہے۔

3- علاقائی تجارتی معاہدوں کا جواز[1]

جیسا کہ مندرجہ بالا سطور میں ذکر ہوا، علاقائی تجارتی بلاکس اس دلیل کی بنیاد پر قائم کیے جاتے ہیں کہ آزادانہ تجارت سے کارکردگی بہتر ہوتی ہے اور شرح نمو میں اضافہ ہوتا ہے۔ علاقائی تجارتی معاہدے مختلف اقسام کے ہوتے ہیں لیکن ان سب کا بنیادی مقصد تجارتی بندشوں کو کم یا ختم کرنا ہوتا ہے تا کہ اقتصادی تعاون میں اضافے کا فائدہ اٹھایا جاسکے اور علاقائی استحکام کو فروغ ملے۔ علاقائی بلاکوں کی تشکیل میں اضافے کو عالمگیریت کے پس منظر میں اس طرح دیکھا جاسکتا ہے کہ بین الاقوامی اداروں کے غلبے اور آزاد منڈیوں کے لیے ان کی کوششوں نے اجتمائی قوت کے ذریعے علاقائی ارتباط کی ضرورت کو شدید کردیا ہے۔

تجارتی نظریے کے مطابق علاقائی تجارتی بلاکس کے مندرجہ ذیل فوائد ہوسکتے ہیں:

- رکن ممالک کے درمیان تجارت میں اضافہ
- مصنوعات تیار کرنے والوں (producers) کے درمیان مسابقت میں اضافہ اور اس کے نتیجے میں کارکردگی میں اضافہ
- پیداوار اور تجارت میں تخصیص کا بڑھنا
- صارفین کے لیے نرخوں میں کمی اور خرچ کے لیے دستیاب آمدنی میں اضافہ
- منڈیوں تک رسائی میں اضافہ
- سیاسی استحکام

حالیہ برسوں میں علاقائی تجارتی معاہدوں کا رجحان واضح طور پر دیکھنے میں آیا ہے۔ مئی 2003ء میں گیٹ / ڈبلیو ٹی او کے نوٹیفکیشن کے تحت 184 علاقائی تجارتی معاہدے کام کر رہے تھے۔ علاقائی تجارتی معاہدوں کی بعض مقبول مثالوں میں شمالی امریکی آزاد تجارتی علاقہ (نیفٹا) جو امریکہ، میکسیکو اور کینیڈا پر مشتمل ہے؛ جنوب کی مشترکہ منڈی (مرکوسر) جو ارجنٹائن، بولیویا، چلی، پیراگوئے، برازیل اور یوروگوئے پر مشتمل ہے؛ اور آسیان آزاد

تجارتی علاقہ جو برونائی، انڈونیشیا، ملائشیا، فلپائن، سنگاپور، تھائی لینڈ، کمبوڈیا، لاؤس، میانمار اور ویت نام پر مشتمل ہے۔ شامل ہیں۔ مرکیوسر (قائم شدہ 1991ء) کی ایک تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ اس علاقے میں 1990ء سے 1994ء کے دوران باہمی برآمدات تین گنا بڑھ کر 12 ارب ڈالر ہوگئیں۔ عالمی بینک کے اعداد وشمار کے مطابق 1990ء سے 1996ء کے درمیان اس علاقے میں درآمدات، مجموعی داخلی پیداوار (جی ڈی پی) کے 3 فیصد سے بڑھ کر 8.1 فیصد تک جا پہنچیں۔

ترقی پذیر ممالک کے لیے عالمگیریت کے فوائد حاصل کرنے اور اپنے مفادات محفوظ کرنے کے لیے علاقائی تجارتی بلاک تشکیل دینا بطور خاص اہم سمجھا جاتا ہے۔ سافٹا پر دستخط سے پہلے جنوبی ایشیا دنیا کا واحد بڑا خطہ تھا جہاں کوئی علاقائی اقتصادی معاہدہ موجود نہیں تھا۔

علاقائی تجارت کے آزاد ہونے کے فوائد کا انحصار اس پر ہے کہ معاہدے کے نتیجے میں تجارت تخلیق (trade creation) ہوتی ہے یا اس کی سمت تبدیل ہوتی ہے، یعنی تجارتی انحراف (trade diversion) ہوتا ہے۔ کاروبار سے فوائد کا روایتی سبب یہ ہے کہ آزادانہ تجارت سے صارفین اور کاروباری اداروں کو ارزاں ترین مقام سے مصنوعات اور خام مال خریدنے کا موقع ملتا ہے جس سے پیداوار اور تجارت بہتر ہوتی ہے۔ اگر تجارت میں شریک ملک سے برآمد کی جانے والی کم لاگت کی شے ملک کے اندر تیار کی جانے والی کسی شے کی جگہ لے لے تو اسے تجارتی تخلیق کہتے ہیں۔ اس سے درآمد کرنے والے ملک کی کارکردگی اور اقتصادی بہبود میں اضافہ ہوتا ہے۔ تاہم یہ بھی ممکن ہے کہ بقیہ دنیا کے خلاف تجارتی بندشوں کی وجہ سے پارٹنر ملک کی درآمد کسی غیر رکن ملک کی کم لاگت کی درآمد کی جگہ لے لے۔ تجارتی انحراف اس طرح ہوتا ہے کہ پیداوار علاقے کے باہر کے زیادہ اچھے پیداکاروں سے علاقے کے اندر کم کارکردگی والے پیداکاروں کی طرف منتقل ہوجاتی ہے جس کے نتیجے میں اس ملک کے اجتماعی مفاد اور بہبود کو نقصان پہنچتا ہے۔ مثال کے ذریعے اس تصور کو سمجھنا آسان ہوگا۔ فرض کیجیے کہ ایک ملک 105 ڈالر فی یونٹ پر ایک ممکنہ علاقائی پارٹنر سے ایک شے درآمد کرسکتا ہے اور علاقے کے باہر کے کسی ملک سے وہی شے 100 ڈالر فی یونٹ کی شرح سے درآمد کرسکتا ہے جبکہ اس شے پر ڈیوٹی 10 ڈالر ہے جس سے صارفین کے لیے نرخ بالترتیب 115 ڈالر اور 110 ڈالر ہوجاتے ہیں۔ اس صورتحال میں صارفین خطے کے باہر کے ملک سے خریدیں گے اور 110 ڈالر ادا کریں گے۔ اگر یہ ملک ممکنہ پارٹنر سے معاہدہ کرلیتا ہے اور پارٹنر کی درآمدات ڈیوٹی فری آتی ہیں تو یہ سستی ہوجائیں گی۔ صارفین غیر رکن ملک سے 110 ڈالر میں درآمد کرنے کے بجائے 105 ڈالر فی یونٹ میں سستی چیز خریدیں گے اور 5 ڈالر بچائیں گے۔ تاہم اب حکومت کو 10 ڈالر فی یونٹ کا نقصان ہوگا (جو وہ غیر رکن ملک سے درآمدات پر کما رہی تھی)۔ اس کا مجموعی اثر ملک کے لیے 5 ڈالر فی یونٹ کا نقصان ہوگا۔ ایسی صورت میں علاقائی تجارتی معاہدہ، درآمد کرنے والے ملک کی اصل آمدنی کی سطح گھٹا دیتا ہے۔

زیادہ تر صورتوں میں علاقائی تجارتی معاہدے تجارتی تخلیق اور تجارتی انحراف دونوں کا سبب بنتے ہیں۔ ان حالات کا تعین کرنا ضروری ہے جن میں تجارتی تخلیق کے بجائے تجارتی انحراف واقع ہوتا ہے۔ اگر بقیہ دنیا کے مقابلے میں ٹیرف کم ہیں تو تجارتی انحراف نہیں ہوگا۔ ان صورتوں میں بھی تجارتی انحراف ہونے کا امکان کم ہوتا ہے جہاں تجارتی معاہدے میں زیادہ ممالک شریک ہوں اور نقل وحمل کے اخراجات کم ہوں۔

بین الاقوامی تجارتی نظریے کے مطابق علاقائی تجارتی معاہدوں کے طویل المیعاد فوائد، مختصر مدت نقصانات سے زیادہ ہیں۔ سب سے اہم فوائد مسابقت میں اضافے، نرخوں میں کمی اور کارکردگی کی بنیاد پر پیداواری نظام کی تشکیل نو سے حاصل ہوتے ہیں۔

سپٹا (SAPTA)

علاقائی اتحاد کی طرف پیش رفت کی ضرورت پوری کرنے کے لیے ترجیحی تجارت کا معاہدہ یا سارک پریفرنشیل ٹریڈنگ ایگری منٹ (سپٹا) دسمبر 1995ء میں نافذ ہوا۔ سپٹا کے تحت ٹیرف میں کمی کے تین مراحل پر عمل درآمد کیا گیا۔ ارکان کی دو اقسام، انتہائی کم ترقی یافتہ ممالک - ایل ڈی سی (Leased Developed Countries - LDCs) اور غیر انتہائی

کم ترقی یافتہ ممالک - نان ایل ڈی سی (Non - Least Developed Countries - Non - LDCs) کی بنیاد پر ترجیحی برتاؤ کی پیش کش کی گئی۔ ایل ڈی سی کو نان ایل ڈی سی کے مقابلے میں ٹیرف کی زیادہ رعایتیں دی گئیں۔ سیپٹا کے تحت ہر ملک، رکن ملکوں سے ترجیحی سلوک کے لیے اپنی اشیائے تجارت اور ٹیرف کی شرحوں کا خود تعین کرسکتا ہے۔ بھارت نے سب سے زیادہ رعایتوں کی پیش کش کی جس کے بعد بنگلہ دیش، پاکستان اور نیپال کا نمبر آتا ہے۔

ساؤتھ ایشیا سینٹر فار پالیسی سٹڈیز [2] کی ایک رپورٹ کے مطابق سیپٹا نے جنوبی ایشیا میں تجارت کے خدوخال پر کوئی خاص اثر نہیں ڈالا۔ پیش رفت کے فقدان کا سبب معاہدے کے محدود ہونے اور گفت وشنید کی نوعیت کو بتایا گیا۔ چونکہ رعایتیں الگ الگ مختلف مصنوعات پر دی گئیں اس لیے مصنوعات کی ایک محدود تعداد کو ہی ٹیرف میں ترجیحی کمی مل سکی۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ زیادہ تر جو ترجیحی ٹیرف پیش کیے گئے ان کا رکن ممالک کے تجارتی مفادات سے کوئی تعلق نہ تھا۔

سیپٹا کے محدود فریم ورک اور دائرہ اثر کے پیش نظر اس بات پر اتفاق ہوا کہ طویل مدتی اقتصادی تعاون کو یقینی بنانے کے لیے ایک زیادہ جامع انتظام کی ضرورت ہے۔ 1997ء میں مالے کے سربراہ اجلاس میں رکن ممالک 2001ء تک جنوبی ایشیائی آزاد تجارتی علاقہ (سافٹا) قائم کرنے پر متفق ہوئے۔ اس معاہدے پر اسلام آباد میں 6 جنوری 2004ء کو دستخط ہوئے۔

4- سافٹا معاہدے کا خلاصہ

معاہدے کے مطابق سافٹا کا ہدف یہ ہے کہ "قومی اور سارک کی سطح پر اقتصادی لچک کو مضبوط بنانے کے لیے، اور سرمایہ کاری اور پیداوار کے مواقع میں توسیع کر کے، تجارتی اور زرمبادلہ کی آمدنی نیز اقتصادی وتیکنیکی تعاون میں اضافہ کے ذریعے رکن ممالک کی معیشتوں کی ترقی کے لیے محرک کا کام دے۔"

معاہدے کا مقصد تجارتی بندشیں ختم کر کے، منصفانہ مسابقت کو فروغ دے کر، تنازعات کے تصفیے کا مؤثر مکینزم پیدا کر کے اور مزید علاقائی اقتصادی تعاون کے لیے فریم ورک قائم کر کے تجارتی و معاشی تعاون کو فروغ دینا اور بڑھانا ہے۔ معاہدے پر عملدرآمد کے لیے مندرجہ ذیل طریقہ ہائے کار کا خاکہ تشکیل دیا گیا ہے: (1) آزادانہ تجارت کا پروگرام (2) اوریجن کے اصول (3) ادارہ جاتی انتظامات (4) مشاورتیں اور تنازع کے تصفیے کے طریقہ ہائے کار (5) تحفظ کے اقدامات (6) کوئی اور طریقہ کار جس پر اتفاق ہو سکے۔

تجارتی آزادی کا پروگرام: غیر کم ترین ترقی یافتہ ممالک (نان لیسٹ ڈویلپڈ کنٹریز) (بھارت، پاکستان اور سری لنکا) کو اپنے ٹیرف کے موجودہ زخوں کو معاہدے کے نفاذ کی تاریخ (یکم جنوری، 2006ء) سے دو سال کے اندر 20 فیصد تک کم کرنا ہوگا اور بعدازاں 5 سال کے اندر ٹیرف صفر سے 5 فیصد کی سطح تک لانا ہوگا۔ کم ترین ترقی یافتہ ممالک (لیسٹ ڈویلپڈ کنٹریز) (بنگلہ دیش، نیپال، مالدیپ اور بھوٹان) کو معاہدے کے نفاذ کی تاریخ سے دو سال کے اندر اپنے ٹیرف کم کر کے 30 فیصد تک اور 8 سال کے اندر صفر سے 5 فیصد تک لانے ہوں گے۔ تاہم معاہدے میں شامل ممالک چاہیں تو اپنے ٹیرف فوراً یا مقررہ نظام الاوقات کے مقابلے میں زیادہ تیزی سے کم کر سکتے ہیں۔ ٹیرف میں مندرجہ بالا کمی حساس فہرست میں شامل مصنوعات پر لاگو نہیں ہوگی۔ یہ فہرست معاہدے میں شامل ممالک تیار کریں گے اور اسے معاہدے کا حصہ بنایا جائے گا۔ غیر کم ترین ترقی یافتہ ممالک کو کم ترین ترقی یافتہ ممالک کے لیے معاہدے کے نفاذ کی تاریخ کے تین سال کے اندر اپنے ٹیرف صفر سے 5 فیصد تک لانے ہوں گے۔

اضافی اقدامات: معاہدے میں شامل ملکوں نے تجارتی و معاشی تعاون میں اضافے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات پر اتفاق کیا: (الف) معیارات کی ہم آہنگی، ٹیسٹوں کو باہمی طور پر تسلیم کرنا، ٹیسٹنگ تجربہ گاہوں کو مستند بنانا اور مصنوعات کی توثیق (سرٹیفکیشن)؛ (ب) کسٹم کلیرنس کے طریقہ ہائے کار کو سادہ بنانا اور آپس میں ہم آہنگ کرنا؛ (ج) ہارمونائزڈ کموڈٹی کوڈنگ سسٹم کی بنیاد پر قومی کسٹم کلاسیفکیشن کو باہم مربوط کرنا؛ (د) انٹری پوائنٹس پر تنازعات کے تصفیے کے لیے کسٹم میں تعاون؛ (ہ) درآمدی لائسنسنگ کے طریقۂ کار کو سادہ اور مربوط بنانا؛ (و) بینکنگ کے طریقہ ہائے کار کو سادہ

بنانا؛ (ز) ٹرانزٹ کی سہولتیں خصوصاً بندرگاہوں سے محروم ممالک کے لیے؛ (ح) سارک کے اندر سرمایہ کاری کے لیے رکاوٹیں دور کرنا؛ (ط) میکرو اکنامک مشاورتیں؛ (ی) منصفانہ مسابقت کے ضوابط اور کاروبار شروع کرنے کے لیے سرمائے کی فراہمی کا عمل؛ (ک) مواصلاتی نظام اور ٹرانسپورٹ کی بنیادی سہولتوں کی تعمیر وتشکیل؛ (ل) سافٹا کے قواعد کے تحت مصنوعات سے متعلق زر مبادلہ کی پابندیوں میں نرمی اور؛ (م) تجارتی ویزوں کا حصول آسان بنانا۔

ادارہ جاتی انتظامات: معاہدے میں شامل ممالک کا سافٹا منسٹیریل کونسل (ایس ایم سی) کے قیام پر اتفاق ہوا جو سافٹا کا سب سے اعلیٰ فیصلہ ساز ادارہ ہوگا۔ ایس ایم سی رکن ممالک کے وزرائے تجارت پر مشتمل ہوگی اور معاہدے پر عمل درآمد کی ذمے دار ہوگی۔ ایس ایم سی کو ایک ماہرین کمیٹی (کمیٹی آف ایکسپرٹس - سی او ای) کی مدد حاصل ہوگی جو ہر رکن کے ایک ایک سینئر اقتصادی افسر پر مشتمل ہوگی۔ سی او ای، ایس ایم سی کو معاہدے پر عمل درآمد میں مدد دینے کی ذمے دار ہوگی اور تنازعے کے تصفیے کے ادارے کے طور پر بھی کام کرے گی۔

کم ترین ترقی یافتہ ممالک کے لیے خصوصی اور غیر خصوصی برتاؤ: معاہدے کے تحت تمام رکن ممالک اس بات کے پابند ہیں کہ اینٹی ڈمپنگ یا کاؤنٹر ویلنگ کے اطلاق کے حوالے سے کم ترین ترقی یافتہ ممالک کو خصوصی سہولتیں دیں۔ کم ترین ترقی یافتہ ممالک کے پاس مخصوص حالات میں رکن ممالک کی درآمدات پر تجارتی پابندیاں جاری رکھنے کی گنجائش ہوگی۔ غیر کم ترین ترقی یافتہ ممالک کو تیکنیکی امداد اور افزائش تجارت کے لیے تعاون کے انتظامات کے سلسلے میں کم ترین ترقی یافتہ ملکوں کی درخواستوں پر خصوصی توجہ دینی ہوگی۔ رکن ممالک کے درمیان اس بات پر بھی اتفاق ہوا کہ ٹیرف میں کمی کی بنا پر کم ترین ترقی یافتہ ممالک کے آمدنی کے نقصان کی تلافی کا میکنیزم قائم کیا جائے۔

توازن ادائیگی کے اقدامات: معاہدے کے تحت اگر کسی رکن ملک کو توازن ادائیگی کے مسائل کا سامنا ہو تو معاہدے میں دی گئی رعایتیں عارضی طور پر معطل کر دی جائیں گی۔

تحفظ کے اقدامات: یہ طے پایا کہ اگر کوئی شے کسی رکن ملک میں اس طریقے سے یا ایسی مقدار میں درآمد کی جائے کہ اس کے مقابلے پر موجود مصنوعات تیار کرنے والوں کو شدید نقصان پہنچائے یا ایسے نقصان کا خطرہ ہو تو درآمدی ملک دی گئی رعایتیں عارضی طور پر معطل کرسکتا ہے۔ تاہم اس معطلی کی متعلقہ حکام تحقیقات کریں گے اور یہ زیادہ سے زیادہ تین سال کے لیے لاگو ہوسکے گی۔

تنازعے کے تصفیے کا نظام: کسی تنازعے کی صورت میں رکن ملک ماہرین کی کمیٹی کو نوٹیفکیشن کے ذریعے کسی اور رکن ملک سے مشاورت کی درخواست کرسکتا ہے۔ جس رکن ملک سے درخواست کی جائے اس کو درخواست موصول ہونے کے 15 دن کے اندر جواب دینا ہوگا اور 30 دن کے اندر مشاورت شروع کرنی ہوگی بشرطیکہ کسی اور نظام الاوقات پر باہم اتفاق نہ ہوا ہو۔ اگر مشاورت کی درخواست موصول ہونے کے 30 دن کے اندر مشاورت سے تنازع طے نہ پاسکے تو باہمی اتفاق سے مزید 30 دن کی مہلت لی جاسکے گی پھر شکایت کنندہ ماہرین کمیٹی سے تنازع طے کرانے کی درخواست کرسکتا ہے۔ ماہرین کمیٹی کو 60 دن کے اندر سفارشات دینی ہوں گی۔ تنازع سے متعلق کوئی بھی ملک ماہرین کمیٹی کی سفارشات کے خلاف ایس ایم سی میں درخواست دے سکتا ہے جسے 60 دن کے اندر معاملے پر نظر ثانی کرنی ہوگی۔

حقِ دستبرداری: نفاذ کے بعد کسی بھی وقت کوئی رکن ملک معاہدے سے الگ ہوسکتا ہے۔ (مکمل معاہدے کے لیے ضمیمہ دیکھیے)

5- سارک اقوام کے درمیان موجودہ تجارت کا جائزہ

سارک کے 7 ممالک دنیا کی مجموعی آبادی کا تقریباً 20 فیصد ہیں۔ جدول نمبر 1 میں ان ممالک کی الگ الگ میکرو اکنامک خصوصیات کا خلاصہ دیا گیا ہے۔ جیسا کہ جدول میں دکھایا گیا ہے، بھارت اپنی آبادی، رقبے اور جی ڈی پی کے لحاظ سے خطے کی سب سے بڑی معیشت ہے۔

سارک ممالک کے مابین تجارت خطے کی کل تجارت کا4.6فیصد ہے(تاہم سرحدوں کے پار غیرقانونی کاروبار کی وجہ سے اس کی شرح کا صحیح اندازہ لگانا انتہائی مشکل ہے)۔ یہ علاقائی تنظیموں میں سب سے کم شرحوں میں سے ہے۔ نیفٹا میں یہ شرح 51، یورپی یونین میں 55.2 مرکیوسر میں 25.1 اور آسیان میں 25.4 ہے۔

جیسا کہ جدول نمبر2 سے ظاہر ہے سارک ممالک کے مابین تجارت 1970ء میں 3.5 فیصد سے بڑھ کر 1999ء میں 4.6 فیصد تک پہنچ گئی۔ سارک ملکوں کے درمیان برآمدات، سارک کی دنیا بھر کو مجموعی برآمدات کا 4.9 فیصد تھیں جبکہ سارک ممالک کے درمیان درآمدات کا تخمینہ 4.3 فیصد لگایا گیا ہے۔ جدول میں جو ایک اور اہم رجحان نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ بھارت کی دوسرے سارک ممالک کو (سوائے پاکستان کے) برآمدات 1970ء میں 3.9 فیصد سے 1999ء میں 5.5 فیصد تک پہنچ گئیں جبکہ درآمدات 1.4 فیصد سے گھٹ کر 0.9 فیصد رہ گئیں۔

سافٹا کے جنوبی ایشیا پر اثرات سے متعلق تحقیقی مطالعے [3]

عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ اقتصادی ہم آہنگی اور اتحاد بڑھنے سے رکن ملکوں کو بڑی منڈیاں مل جاتی ہیں اور وہ اپنے مقامی معاشی ڈھانچوں میں تنوع پیدا کرسکتے ہیں۔ پگارو وغیرہ کی 1997ء کی تحقیق کے مطابق سافٹا کی تخلیق انتہائی مفید ہوگی جس کے خصوصاً چھوٹے ملکوں کو بہت اقتصادی فوائد ہوں گے۔ تحقیق میں یہ بھی کہا گیا کہ سافٹا سیاسی کشیدگی کم کرے گا اور اس کا علاقائی اتحاد پر مثبت اثر پڑے گا۔ بندرا اور یو کی 2003ء کی تحقیق کے مطابق علاقائی تجارتی آزادی سے سب سے زیادہ بھارت مستفید ہوگا۔ تحقیق میں نشاندہی کی گئی کہ رکن ملکوں کے پیداواری ڈھانچوں میں مشابہت کی وجہ سے صنعتی پیداوار میں کوئی بڑی تبدیلیاں نہیں ہوں گی۔ تحقیق کے نتائج سے یہ بھی

جدول 1: سارک ملکوں کے میکرو اکنامک اشاریے، 2002ء

ملک	آبادی	رقبہ (مربع کلومیٹر)	جی ڈی پی (موجودہ، ڈالر میں)	جی ڈی پی نمو (فیصد سالانہ) 2001-02ء	جی ڈی پی فی کس نمو (فیصد سالانہ) 2001-02ء
بنگلہ دیش	135,683,700	144,000	47,327,540,000	4	3
بھوٹان	850,820	47,000	594,184,704	8	5
بھارت	1,048,278,528	3,287,260	515,012,395,008	4*	3
مالدیپ	286,680	300	617,734,400	2	0
نیپال	24,122,310	147,180	5,493,179,392	-1	-3
پاکستان	144,902,416	796,100	60,521,492,480	4	2
سری لنکا	18,969,480	65,610	16,372,709,376	3	2

ماخذ: ورلڈ ڈویلپمنٹ انڈی کیٹرز ڈیٹا بیس

*اکنامک سروے آف انڈیا03-2002ء کے مطابق فیکٹر کاسٹ پر، 94-1993ء کی قیمتوں کی بنیاد پر 02-2001ء میں جی ڈی پی میں 5.6 فیصد کی شرح سے اضافہ ہوا۔

جدول 2 : جنوبی ایشیا کے ممالک میں علاقائی تجارت (فیصد)

ملک	1970	1975	1980	1985	1990	1995	1999	2002
برآمدات								
بنگلہ دیش	دستیاب نہیں	2.4	9.1	7.7	3.6	2.6	2.2	
بھارت	3.9	3.7	3.5	2.9	2.7	5.0	5.5	
نیپال	61.9	81.1	38.1	38.5	6.9	8.7	27.7	
پاکستان	1.5	6.8	6.3	5.3	4.0	3.3	3.3	
سری لنکا	3.2	9.0	6.8	3.7	3.1	2.7	2.6	
جنوبی ایشیا	**3.7**	**5.1**	**4.8**	**4.0**	**3.1**	**4.4**	**4.9**	**4.4**
درآمدات								
بنگلہ دیش	دستیاب نہیں	7.9	3.7	1.3	7.0	17.7	14.7	
بھارت	1.4	0.9	1.0	0.7	0.4	0.6	0.9	
نیپال	73.6	62.0	48.0	32.5	11.5	9.9	33.4	
پاکستان	0.5	2.8	2.1	1.7	1.6	1.3	1.8	
سری لنکا	12.4	6.9	6.3	6.3	6.6	10.3	13.8	
جنوبی ایشیا	**3.3**	**3.2**	**2.3**	**1.7**	**1.8**	**3.6**	**4.3**	**5.7**
کل تجارت								
بنگلہ دیش	دستیاب نہیں	6.9	4.9	3.0	5.9	10.1	8.5	
بھارت	2.7	2.0	1.9	1.5	1.4	2.8	3.2	
نیپال	70.3	67.0	45.7	34.4	10.0	9.3	30.6	
پاکستان	0.9	4.1	3.5	2.9	2.6	2.3	2.6	
سری لنکا	8.1	7.8	6.5	5.2	5.1	6.5	8.2	
جنوبی ایشیا	**3.5**	**3.9**	**3.2**	**2.6**	**2.4**	**4.0**	**4.6**	

ماخذ: ڈائریکشن آف ٹریڈ اسٹیٹسٹکس، آئی ایم ایف؛ ڈبلیو ٹی او ٹریڈ اسٹیٹسٹکس

پتہ چلتا ہے کہ سارک خطے (سوائے بنگلہ دیش) کی نیفٹا اور یورپی یونین کو برآمدات کم ہوجائیں گی۔ اس کے نتیجے میں بھارت کی بقیہ جنوبی ایشیا کو برآمدات میں خاصا اضافہ ہوگا، خصوصاً مینوفیکچرنگ کے شعبے میں۔ اس طرح بھارت کو دوسرے ملکوں سے زیادہ فائدہ پہنچے گا۔ یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ اس کا سبب بھارت کی معیشت کی جسامت اور اس کی نسبتاً بڑی مینوفیکچرنگ بیس ہے۔

راجا پاکسے اور ارون تی لیک نے 1997ء میں اپنی تحقیق میں یہ کہا کہ تجارت میں جتنی توسیع ہوگی معیشت اتنی ہی بڑھے گی۔ دوسری جانب سری نواسن اور کینانرو کی 1993ء کی اور سری نواسن کی 1994ء کی تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ علاقائی تجارتی آزادی کے خاصے ممکنہ فوائد ہیں تاہم یہ فوائد چھوٹی معیشتوں کے لیے زیادہ ہوں گے۔ سری نواسن کا یہ بھی کہنا ہے کہ جنوبی ایشیا دوسرے علاقائی گروپوں سے انفرادی سطح کے بجائے اجتماعی طور پر کاروبار کرے تو زیادہ فائدے میں رہے گا۔ عالمی بینک کی 1997ء کی تحقیق کے مطابق علاقائی تجارتی آزادی سے جنوبی ایشیا کو فائدہ ہوگا۔ تحقیق میں کہا گیا کہ اس سے یہ خطہ غیرملکی سرمایہ کاروں کے لیے زیادہ پرکشش بن جائے گا۔ نیز رکن ملکوں کے مابین بہتر سیاسی تعلقات کو جنم دے گا۔

مذکورہ بالا تحقیقوں کے برخلاف بعض ماہرین سافٹا کے بارے میں منفی نقطۂ نظر کے حامل ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ سافٹا سے تجارتی انحراف پیدا ہوگا جس کے نتیجے میں کارکردگی اور بہبود کی سطح گر جائے گی۔ پناگریا کی 1997ء کی تحقیق کے مطابق سافٹا جنوبی ایشیا کو زیادہ مفید اور غیرامتیازی پالیسی پر چلنے سے روکے گا جس کے نتیجے میں غیررکن ملکوں کے لیے ٹیرف بڑھ جائیں گے۔

ان تحقیقی مطالعوں میں سارک ممالک کے لیے علاقائی تجارتی آزادی کے حوالے سے ملے جلے نتائج اخذ کیے گئے ہیں۔ تاہم زیادہ تر محققین اسی نتیجے پر پہنچے ہیں کہ سافٹا سے تمام رکن ممالک کو تجارت کے ذریعے بہت سے اقتصادی فوائد حاصل ہوں گے۔

6- پاکستان کے لیے مضمرات

یہ کہا جاتا ہے کہ سافٹا کی وجہ سے پاکستان کی دوسرے رکن ملکوں سے تجارت بڑھ جائے گی، نسبتاً سستے خام مال، درمیانی سامان (intermediate capital goods) اور مشینری وغیرہ کی دستیابی کے باعث مقامی صنعت کے لیے پیداواری لاگت کم ہوگی، صنعتی مسابقت اور کارکردگی میں اضافہ ہوگا، مقامی پیداکاروں کی منڈیوں تک رسائی بڑھے گی اور صارفین کے لیے نرخوں میں کمی اور دستیاب آمدنی میں اضافہ ہوگا۔ کراچی کے ایوان تجارت وصنعت کے مطابق سافٹا پر عملدرآمد کے بعد سارک ممالک کے درمیان تجارت کا ہدف رکن ملکوں کی تجارت کا 20 فیصد ہوجائے گا۔ یہ سمجھا جاتا ہے کہ علاقائی اقتصادی اتحاد سے پاکستان عالمگیریت کے چیلنجوں سے زیادہ مؤثر طور پر نمٹ سکے گا اور بین الاقوامی تجارتی گفت وشنید میں اس کی سودا کاری کی صلاحیت بہتر ہوجائے گی۔

جدول:3 سے پتہ چلتا ہے کہ خطے میں پاکستان کے بڑے تجارتی شریک بھارت اور بنگلہ دیش ہیں۔ 2000ء اور 2003ء کے درمیان بھارت کے ساتھ کاروبار میں پاکستان مسلسل تجارتی خسارے کا شکار رہا۔ اس حقیقت کے پیش نظر کہ بھارت خطے کی سب سے بڑی معیشت ہے اور سافٹا کے نفاذ کے بعد پاکستان پر اس کے سب سے زیادہ اثرات پڑیں گے، یہ ضروری ہے کہ بھارت کے ساتھ تجارت کا تفصیل سے جائزہ لیا جائے۔ جدول 4 میں دونوں معیشتوں کا میکرواکنامک جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ جیسا کہ جدول سے ظاہر ہے، 93-1992ء سے 02-2001ء تک کے عرصے میں بھارت کے جی ڈی پی کے نمو کی شرح مسلسل زیادہ رہی۔ 1990ء سے 1999ء تک بھارت کی فی کس آمدنی پاکستان سے کم رہی لیکن 1999ء سے 2003ء کے درمیان یہ پاکستان کی فی کس آمدنی سے بڑھ گئی۔

ملکی بچت اور سرمایہ کاری کی شرحیں بھارت میں خاصی زیادہ ہیں۔ پاکستان میں مالی خسارہ بھی زیادہ ہے اور قرض اور جی ڈی پی کے درمیان تناسب (ratio) بھی زیادہ ہے۔ اس طرح پاکستان کے مقابلے میں بھارت کے میکرواکنامک اشاریے کہیں زیادہ مضبوط ہیں۔

جدول 3: سارک ممالک کے ساتھ پاکستان کا تجارتی توازن (رقم ہزار ڈالر میں)

	2000-2001			2001-2002			2002-2003		
	برآمدات	درآمدات	توازن	برآمدات	درآمدات	توازن	برآمدات	درآمدات	توازن
بنگلہ دیش	133,422	33,270	100,152	101,139	27,525	73,614	114,356	32,638	81,718
بھوٹان	282	261	21	320	388	(68)	107	716	(609)
بھارت	55,397	238,337	(182,940)	49,227	186,891	(137,664)	70,664	166,571	(95,907)
نیپال	2,269	973	1,296	2,382	832	1,550	3,077	1,363	1,714
مالدیپ	1,760	164	1,596	1,499	158	1,341	3,307	72	3,235
سری لنکا	75,321	35,191	40,130	72,113	28,524	43,589	76,100	38,243	37,857

ماخذ: ایکسپورٹ پروموشن بیورو، پاکستان

جدول 4: بھارت اور پاکستان کی شرح نمو کا تقابلی جائزہ 2003-1990

	جی ڈی پی کی شرح نمو (فیصد)		فی کس آمدنی (امریکی ڈالر)	
	پاکستان	بھارت	پاکستان	بھارت
1990-91	5.6	5.6	426	313
1991-92	7.7	1.3	439	263
1992-93	2.1	5.1	453	240
1993-94	4.4	5.9	443	270
1994-95	5.1	7.3	508	318
1995-96	6.6	7.3	513	351
1996-97	1.7	7.8	493	382
1997-98	3.5	4.8	473	406
1998-99	4.2	6.5	438	410
1999-2000	3.9	6.1	441	443
2000-01	2.2	4.4	415	457
2001-02	3.4	5.6	419	479
**2002-03	5.1	4.4	492	514

ماخذ: اکنامک سروے آف پاکستان، 03-2002ء، اکنامک آف سروے آف انڈیا، 03-2002ء، ورلڈ ڈویلپمنٹ انڈی کیٹرز 2003ء
** پیشگی تخمینے

بھارت اور پاکستان کے درمیان باقاعدہ تجارت بہت محدود رہی ہے گوکہ اندازہ یہ ہے کہ تیسرے ملک کے راستے اور اسمگلنگ سے کل حجم چار پانچ گنا بڑھ جاتا ہے۔[4] یہ اس امر کے پیش نظر خاصا بڑا اضافہ ہے کہ بھارت سارک خطے میں پاکستان کا سب سے بڑا تجارتی شریک ہے۔ 1992ء سے 2002ء تک دس میں سے آٹھ برسوں میں پاکستان، بھارت کے ساتھ تجارتی خسارے میں رہا (جدول نمبر 6)۔ بھارت کو پاکستان کی زیادہ تر برآمدات غذا اور اس سے متعلق شعبے میں رہی ہیں۔ بھارت کی برآمدات زراعت اور اس سے متعلقہ مصنوعات، تیار شدہ اشیا اور کیمیکلز اور کیمیکلز سے متعلق مصنوعات میں رہی ہیں۔[5]

پاکستان کی وزارت تجارت کی تحقیق کے مطابق بھارت کے ساتھ آزاد تجارت کے متعدد فائدے ہیں۔ اس سے صارفین کے لیے نرخ کم ہوجائیں گے، موجودہ غیرقانونی کاروبار کو قانونی شکل دینے سے حکومت کی آمدنی بڑھے گی، پیداواری لاگت گھٹے گی، مسابقت میں اضافہ ہوگا اور زیادہ منڈیوں تک رسائی ہوگی۔ کراچی ایوان تجارت اس نقطۂ نظر سے متفق ہے اور اس کا کہنا ہے کہ بھارت سے سستے فولاد اور لوہے کی کچھ دھات درآمد کرنے سے انجینیئرنگ کے شعبے پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ اکبر زیدی نے 2003ء میں کی گئی تحقیق میں کہا کہ امکان ہے کہ پاکستان کی متعدد چھوٹی صنعتوں کو بھارت سے سستے خام مال کی درآمد سے فائدہ پہنچے گا جس سے روزگار بہتر ہوگا۔ وہ اس رائے سے بھی متفق ہیں کہ مقامی صنعت کو بھارتی مصنوعات سے مقابلہ کرنے کے لیے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرنا پڑے گا۔ ساؤتھ ایشیا ڈویلپمنٹ اینڈ کوآپریشن رپورٹ برائے سال 2001/2002ء کے مطابق پاکستان کے لیے کینیڈا یا امریکہ کے بجائے بھارت سے گندم درآمد کرنا زیادہ معقول اقدام ہوگا۔ رپورٹ میں تخمینہ لگایا گیا ہے کہ اس سے صرف باربرداری کے اخراجات میں 25 ڈالر فی ٹن کی بچت ہوگی۔ رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ بھارت پاکستان کو سستی ٹیکسٹائل مشینری، ڈائیز، کیمیکلز اور فولاد بھی فراہم کرسکتا ہے۔ عام طور پر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پاکستان کو بھارت سے چائے درآمد کرنے میں بے حد فائدہ پہنچے گا جو اس وقت کینیا سے کہیں زیادہ قیمت پر درآمد کی جاتی ہے۔ بھارت سے تجارت کے حامی یہ محسوس کرتے ہیں کہ اگرچہ بھارت سے

جدول 5: بھارت اور پاکستان کے تقابلی میکرو اکنامک اشاریے، 2002ء

ملک	مالیاتی زرفاضل (سرپلس) (جی ڈی پی کا فیصد)	مجموعی ملکی بچت (جی ڈی پی کا فیصد)	مجموعی ملکی سرمایہ کاری (جی ڈی پی کا فیصد)	قرضے (جی ڈی پی کا فیصد)
بھارت	-5.3	21.0	22.4	20.2
پاکستان	-6.7	14.4	14.7	59.4

ماخذ: ورلڈ ڈویلپمنٹ انڈی کیٹرز 2003ء، ورلڈ بینک۔

جدول 6: بھارت کے ساتھ پاکستان کی تجارت، 2002-1992ء (ملین ڈالر)

	1992-93	1993-94	1994-95	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000	2000-01	2001-02
برآمدات	83	42	42	41	36	89	175	54	55	49
درآمدات	67	70	64	95	197	153	146	127	235	187

ماخذ: سالانہ رپورٹ، اسٹیٹ بینک آف پاکستان۔

تجارت کے مختصر المیعاد اثرات منفی ہوسکتے ہیں کیونکہ بھارت کی صنعتی اساس ترقی یافتہ ہے تاہم طویل مدت میں پاکستان کی مقامی صنعت کو بھی مسابقت اور بڑی منڈی تک رسائی کا فائدہ حاصل ہوگا۔

ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ بھارت اور پاکستان کے درمیان تجارتی تعلقات کا سب سے بڑا اقتصادی فائدہ توانائی کے شعبے میں تعاون کے ضمن میں ہوگا۔ بھارت دنیا کی سب سے تیزی سے ترقی کرتی ہوئی توانائی کی منڈیوں میں سے ہے اور پاکستان یہ ضرورت ایران اور وسط ایشیا سے توانائی کے ممکنہ ٹرانزٹ روٹ کے طور پر پوری کرسکتا ہے۔ اس میں ایران، خلیج فارس اور وسط ایشیا سے بھارت تک پائپ لائن کی تنصیب کی ضرورت ہوگی جو پاکستان سے گزرے گی۔ یہ حساب لگایا گیا ہے کہ بھارت، پاکستان اور تیل فراہم کرنے والے ملک کے درمیان مشترکہ پائپ لائن سے پاکستان کو ٹرانزٹ فیس کی مد میں 60 کروڑ ڈالر حاصل ہوں گے۔[6] اس سے کثیرالقومی کمپنیوں کو سرمایہ کاری کی ترغیب ملے گی اور بین الاقوامی کیپٹل مارکیٹوں سے بہتر مالیاتی شرائط بھی حاصل کی جاسکیں گی۔

اعجاز نبی اور انجم نسیم کی ایک تحقیق کے مطابق بھارت کے ساتھ تجارت سے زراعت، ٹیکسٹائل اور انجینئرنگ کے شعبوں کے سب سے زیادہ متاثر ہونے کا اندیشہ ہے۔[7] ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ کم قیمتوں پر مختلف اقسام کی زرعی، ٹیکسٹائل اور انجینئرنگ کی مصنوعات کی دستیابی سے صارفین پر اچھا اثر مرتب ہوگا۔ ٹیکسٹائل بنانے والوں پر اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ چونکہ بین الاقوامی منڈیوں میں پاکستان نے بھارت کا کامیابی سے مقابلہ کیا ہے اس لیے یہ سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں ملکی منڈیوں میں وہ ایسا نہیں کرسکے گا۔ تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کے پیداکار کپاس، دھاگے، گرے ووون فیبرک (grey woven fabric)، بلیچڈ ووون کاٹن اور ہاتھ سے بنائے گئے قالینوں میں بہتر مسابقت کا مظاہرہ کرتے ہیں جبکہ بھارت کو خواتین کے نان نٹیڈ (non-knitted) ملبوسات، نان نٹیڈ بلاوززز اور مردوں کی شرٹوں میں سبقت حاصل ہے۔ ان محققین کے مطابق ٹیکسٹائل کی لاگت اور پیداوار کی صلاحیت کے لحاظ سے دونوں ملکوں کی صنعت تقریباً ایک جیسی کارکردگی رکھتی ہے۔ انجینئرنگ کے شعبے پر اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے اس تحقیق میں کہا گیا کہ اگرچہ بھارت کا انجینئرنگ کا شعبہ نسبتاً صحت مند ہے تاہم اس کا امکان نہیں کہ پاک بھارت تجارت کے نتیجے میں بڑے پیمانے پر بھارتی اشیا مارکیٹ میں داخل ہوجائیں گی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ کوریا اور تائیوان کی مصنوعات خاصی بڑی تعداد میں منڈی میں موجود ہیں۔ میکانی آلات اور مشینری کے ضمن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ ملکی پیداوار بہت کم ہے اس لیے بھارتی درآمدات سے کوئی خطرہ نہیں۔ تاہم ٹرانسپورٹ کا شعبہ پاکستانی پیداکاروں کے لیے سنگین چیلنج رکھتا ہے۔ پاکستان میں اسکوٹروں، موٹر سائیکلوں اور 1000 سی سی سے کم قوت کی کاروں کے نرخ بھارت سے 50 فیصد زیادہ ہیں۔ اگر آزاد تجارتی ماحول ہو تو بھارت آسانی سے پاکستانی منڈی میں داخل ہوجائے گا۔ برقی (الیکٹرونی) مصنوعات کا جائزہ لیتے ہوئے یہ مصنفین کہتے ہیں کہ پاکستانی مینوفیکچررز نے کم ٹیرف اور اسمگلنگ کی اشیا کی بھاری تعداد کے ماحول میں مقابلہ جاری رکھا ہے۔ اس طرح اس کا امکان نہیں ہے کہ ان پر بھارتی مصنوعات کا اثر ہوگا۔ ایسی منڈیوں میں جہاں معیار کا بہت زیادہ خیال کیا جاتا ہے، یہ امکان نہیں ہے کہ پاکستانی صارفین بہتر بین الاقوامی فراہم کنندگان کی برتر اشیا چھوڑ کر دوسری جانب آئیں گے۔ بھارت اور پاکستان میں زرعی پیداوار کا تقابل کرتے ہوئے تحقیق میں کہا گیا کہ بھارتی کاشتکاروں نے کپاس کے سوا تمام بڑی فصلوں میں پاکستانی کاشتکاروں سے زیادہ فی ہیکٹر پیداوار حاصل کی ہے۔ اگر پیداوار میں تقابلی برتری اور قابلِ برآمد فاضل مال کی دستیابی کو سامنے رکھا جائے تو یہ امکان ہے کہ بھارت چاول، مکئی، چنا، گندم اور گنا، نیز سبزیاں، پھل اور دوسری اشیائے خوردونوش برآمد کرے گا جبکہ پاکستان باسمتی چاول، اورنج اور آم برآمد کرے گا۔ مصنفین کا کہنا ہے کہ اگرچہ مختصر مدت میں زرعی مصنوعات میں تجارت کا توازن بھارت کے حق میں ہوگا تاہم طویل مدت میں پاکستانی پیداکار اپنی فصلیں مقدار اور معیار کے لحاظ سے بہتر بنائیں گے۔ پاکستانی پیداکاروں کو زیادہ مقدار میں فصلیں دینے والی ٹیکنالوجی اور تحقیق سے رسائی سے فائدہ ہوگا۔

چیلنج

بھارت سے آزاد تجارت کی مخالفت اس خوف کی بنیاد پر کی جاتی ہے کہ پاکستانی برآمدات کو بھارت میں منڈی نہیں ملے گی۔ یہ بھی خدشہ ہوتا ہے کہ دوسری جانب بھارت صنعتی خام مال، انجینئرنگ کی اشیا، صارفین کے استعمال کی اشیا اور زرعی مصنوعات کے ضمن میں، جن میں بھارت کے پاس برآمد کرنے کے لیے فاضل مال موجود ہے، پاکستانی منڈی پر قبضہ کرلے گا۔ بعض تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ پاکستان کی بنی ہوئی عام استعمال کی اور انجینئرنگ کی اشیا، کم ابتدائی سرمائے، زیادہ لاگت، ناقص معیار، خراب انتظامی معاملات اور غیر سائنسی مارکیٹ ریسرچ کی وجہ سے مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ 8 یہ خدشہ بھی ظاہر کیا جاتا ہے کہ آزاد تجارت سے کثیرالقومی کمپنیوں کو یہ موقع ملے گا کہ وہ اپنی مینوفیچرنگ کم لاگت والے علاقوں میں لے جائیں گی جس کے نتیجے میں پاکستان میں بے روزگاری بڑھے گی اور آمدنی کا نقصان ہوگا۔

بھارت کے ساتھ تجارت کے بارے میں شعبہ بہ شعبہ تحقیق کے جائزے سے انکشاف ہوتا ہے کہ پاکستان میں ٹرانسپورٹ کے آلات، سیمنٹ اور دوا ساز صنعتیں بھارت کے ساتھ تجارت کے نتیجے میں منفی طور پر متاثر ہوں گی۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا، بھارت میں اسکوٹروں، موٹر سائیکلوں اور کاروں کی قیمتیں پاکستان سے خاصی کم ہیں۔ سافٹا پر عملدرآمد ہونے پر گاڑیاں تیار کرنے والے بھارتی اداروں کو ان منڈیوں پر قبضہ کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔ بھارت میں دواسازی کی صنعت زیادہ تر جینرک (generic) مصنوعات پر مشتمل ہے جبکہ پاکستان کی دوا سازی صنعت پر کثیرالقومی کمپنیوں کی مہنگی دواؤں کا غلبہ ہے۔ اسی طرح سیمنٹ کے شعبے میں بھارت کم لاگت کی وجہ سے مقابلہ کرنے کا زیادہ اہل ہے۔

بھارت خطے کی سب سے بڑی معیشت ہونے کے ناتے سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور متنوع صنعتی اساس رکھتا ہے۔ ایشیائی ترقیاتی بینک کے مطابق 2004ء میں بھارتی معیشت میں 7.3 فیصد کی شرح سے اضافے کا امکان ہے۔ گولڈمین سیکس کی ایک رپورٹ میں پیشگوئی کی گئی ہے کہ 2050ء تک بھارت دنیا کی تیسری بڑی معیشت ہوگا۔ بھارت کی برآمدی اشیا میں زیادہ قدر کی حامل اور مہارت سے تیار کردہ مصنوعات کا تناسب پاکستان کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ پاکستان ایک متنوع، جدید اور مسابقتی صنعتی شعبہ پیدا کرنے میں ناکام رہا ہے۔ اعجاز نبی اور انجم نسیم کی تحقیق کے مطابق پاکستان میں انجینئرنگ کے شعبے کو خام مال کے بجائے تیار شدہ مصنوعات پر کم ڈیوٹیوں کی وجہ سے منفی پروٹیکشن کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ان کی تحقیق میں کہا گیا ہے کہ انجینئرنگ کی اشیا تیار کرنے والے بھارتی پیداکاروں کو خاصی سبسڈیز ملتی ہیں تاکہ وہ بین الاقوامی مارکیٹ میں مقابلہ کرسکیں۔ بھارت نے زراعت، ٹیکسٹائل اور گارمنٹس، انجینئرنگ، الیکٹرانکس، کمپیوٹر سوفٹ ویئر اور زیورات و جواہرات کے میدانوں میں مخصوص اشیا کے لیے ترغیبات وغیرہ دے کر ہمیشہ جارحانہ تجارتی پالیسی پر عمل کیا ہے۔ پاکستان کم قدر کی حامل مصنوعات جیسے دھاگے، گرے کلوتھ اور بلیچڈ ووون کاٹن میں مقابلے کی زیادہ اہلیت رکھتا ہے جبکہ بھارت کو زیادہ قدر کی حامل مصنوعات میں برتری حاصل ہے۔ پاکستان کو یہ خطرہ ہے کہ وہ کم ہنر والے اور کم قدر کی حامل اشیا کے شعبوں میں محدود ہوکر رہ جائے گا جبکہ بھارت مزید متنوع اور زیادہ قدر کی حامل اشیا کے شعبوں میں آگے بڑھتا رہے گا۔ اس مسئلے سے نہ صرف سافٹا کے تناظر میں بلکہ عالمی تجارت کے حوالے سے بھی نمٹنے کی ضرورت ہے۔

یہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ اگرچہ بھارت فی الوقت مندرجہ بالا صنعتوں میں پاکستان سے آگے ہے تاہم مسابقت میں اضافے سے ان شعبوں میں پاکستان میں مسابقت پیدا کرنے کو تحریک مل سکتی ہے یا ملکی صنعت کا ڈھانچہ اس طرح بدل سکتا ہے کہ زیادہ مؤثر شعبے زیادہ ابھر کر سامنے آجائیں۔ بہرحال اگر ہم فرض کرتے ہیں کہ مسابقت بڑھنے سے غیر مسابقتی شعبے ختم ہوجائیں گے اور زیادہ تخصیصی اور مؤثر پیداوار شروع ہوجائے گی تو ہمیں مختلف شعبوں میں بے روزگاری (چاہے وہ عارضی ہو) کے لیے بھی تیار رہنا چاہیے خصوصاً بڑھتی ہوئی غربت اور سماجی تحفظ کے فقدان کے ماحول میں۔

7- حاصل کلام

مذکورہ بالا بحث سے یہ واضح ہے کہ پاکستان کے لیے سافٹا کے امکانی فوائد بھی ہیں اور چیلنج بھی۔ سافٹا کے ممکنہ فوائد کا خلاصہ یوں کیا جاسکتا ہے: رکن ملکوں سے کاروبار میں توسیع، ٹیکنالوجی کا تبادلہ، زیادہ بڑی مارکیٹ تک رسائی، پیداوار کی لاگت میں کمی، صنعتی مسابقت میں اضافہ اور صارفین کے لیے نرخ کم ہونے کے باعث آمدنی میں اضافہ۔ یہ تصور کیا گیا ہے کہ سافٹا جنوبی ایشیا میں تخصیصی صلاحیتیں ابھارنے میں مدد دے گا جس سے خطے کے وسائل بھرپور طریقے سے استعمال ہوسکیں گے۔ سافٹا کا ایک محرک یہ بھی ہے کہ خطے کے اندر اقتصادی تعاون سے بالآخر بھارت کے ساتھ بہتر تعلقات پیدا ہوں گے جس کے نتیجے میں دفاعی ڈھانچے اور اخراجات میں کمی آئے گی اور وسائل، پیداواری شعبوں میں صرف کیے جاسکیں گے۔ بہرحال پاکستان کی ملکی صنعت کو دوسرے سارک ملکوں سے ہونے والی درآمدات سے کچھ سنگین چیلنج درپیش ہوسکتے ہیں خصوصاً مختصر مدت میں۔ یہ خدشہ ہے کہ پاکستان رکن ملکوں کو اپنی برآمدات بڑھانے میں کامیاب نہیں ہوسکے گا خصوصاً بھارت کو چونکہ وہ اسی طرح کی اشیا تیار کرتے ہیں جو اسی نرخ پر بین الاقوامی مارکیٹ میں مقابلہ کرتی ہیں۔

یہ کہا جاتا ہے کہ سافٹا کا سب سے زیادہ بھارت کو فائدہ ہوگا۔ مضبوط صنعتی اساس اور تیز رفتار ترقی کا رجحان قائم کرنے کے بعد اب اسے اپنی برآمدات کے لیے نئی منڈیاں درکار ہیں۔ تاہم بین الاقوامی مارکیٹ کو دیکھتے ہوئے یہ پاکستان کے لیے بھی ضروری ہے کہ اقتصادی تعلقات استوار کرے اور علاقائی استحکام کے لیے کام کرے۔

پاکستان کو اپنی برآمدی بنیاد مضبوط بنانے اور اس میں تنوع پیدا کرنے کے لیے پالیسیاں بنانے کی ضرورت ہے۔ نجی سرمایہ کاری کے لیے سازگار ماحول پیدا کیا جانا چاہیے۔ سارک ممالک کے ساتھ تجارتی آزادی سے پالیسی سازوں تیز نجی شعبے کی حوصلہ افزائی ہوسکتی ہے کہ وہ بین الاقوامی سطح پر پاکستان کی مسابقتی صلاحیت بڑھانے کے لیے جدوجہد کریں۔ تاہم اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ پاکستان تجارتی آزادی سے پیدا ہونے والے دباؤ سے کیسے نمٹتا ہے۔ تجارتی نظریے اور اس بریفنگ پیپر میں مذکورہ تحقیقی مطالعوں میں کہا گیا ہے کہ علاقائی تجارتی آزادی سے پاکستان کی معیشت کے ڈھانچے کی تشکیل نو ہوگی اور مسابقت کی صلاحیت کے حامل شعبے نمایاں تر ہوجائیں گے، وہ صنعتیں مضبوط ہوں گی جو عالمی سطح پر مقابلہ کرسکیں کیونکہ بڑی منڈیوں تک رسائی بڑھے گی۔ تاہم اس استدلال میں یہ فرض کیا گیا ہے کہ یہ عمل تجارتی آزادی کے فطری نتیجے کے طور پر ہوگا۔ اس میں بعض دوسرے عوامل کو پیش نظر نہیں رکھا گیا جیسے بنیادی سہولتوں کے ڈھانچے کی حدود، سیاسی عدم استحکام اور ریاست کا کردار۔ یہ عوامل کسی ملک کی مسابقتی صلاحیت اور معاشی استحکام متعین کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس لیے یہ نجی شعبے اور پالیسی سازوں دونوں کے لیے ضروری ہے کہ اس بات کو سمجھیں کہ سافٹا ان پر کیا اثر مرتب کرے گا، اور تمام مضمرات کو سامنے رکھ کر تجارت کی بنیادی سہولتوں کے ڈھانچے میں سرمایہ کاری کے لیے تعمیری حکمت عملی وضع کریں۔

حواشی:

1 اس حصے، میں شامل مواد مندرجہ ذیل ذرائع سے حاصل کیا گیا ہے: مارس شف اور ایل ایلن ونٹرز، Regional Integration and Develpment، ورلڈ بینک اور آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 2003ء، زیدی، اکبر ایس؛ Pakistan's Development Options: Does India Matter At All?، 2003ء یہ مقالہ ڈیٹرنس تھیوری اینڈ ساؤتھ ایشیا ورکشاپ، نئی دہلی میں 26-27 اگست 2003ء کو پڑھا گیا۔

2 کیلاگاما، سمن SACEPS Task Force Report on The Implications of Building a South Asian Free Trade Area: Challenges and Constraints to Regionalism in South Asia, ساؤتھ ایشیا سینٹر فار پالیسی اسٹڈیز۔

3 اس حصے میں جن تحقیقی مطالعوں کا تذکرہ کیا گیا ہے ان کا خلاصہ جے تلکے ایس بدرا اور وہ شنگ یو کی How Desirable is the South Asian Free Trade Area? A Quantitative Economic Assessment، بلیک ول پبلشنگ ہاؤس، 2003ء میں شائع کیا گیا ہے۔

4 زیدی، اکبر ایس؛ Pakistan's Development Options: Does India Matter At All?، 2003ء

5 ایضاً

6 Economic Cooperation and Security Spill-Over: The Case of India and Pakistan, The Henry L. Stimson Centre Report No. 36, 2002.

7 اعجاز نبی اور انجم نسیم کا مضمون A Trading with the enemy: A case for liberlising Pakistan-India Trade، جو رتلج (Routledge) کی شائع کردہ کتاب (2001ء) Regionalism and Globalisation: Theory and Practice میں شامل ہے۔

8 شاہد شیخ۔ SAFTA may have negative impact on local industry. بزنس ریکارڈر، 19 جنوری 2004ء۔

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرنسی

5-A ظفر علی روڈ، گلبرگ V، لاہور۔ 54000، پاکستان
فون: (+92-42) 111 123 345 فیکس: (+92-42) 575 1551
یو آر ایل: www.pildat.org ای میل: info@pildat.org